مدینۃ الرسول میں اس سلسلۃ الذہب سے وابستہ تین مہاجر بزرگ موجود تھے اور اطراف عالم میں حکمت و معرفت کی شکل میں دیوبند کا فیض تقسیم کر رہے تھے۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا شیر محمد سندھی اور حضرت مولانا عبد الغفور عباسی رحمہم اللہ، مگر اب وہ نورانی محفلیں اجڑ گئی ہیں گو جن کے وجود پر برصغیر کے دینی اور علمی حلقے جتنا بھی ناز کرتے کم تھا۔

حریفاں بادہا خوردند و رفتند   تہی خم خانہا کردند و رفتند

حضرت اقدس مولانا عباسی مرحوم اخلاق حسنہ کے پیکر، اتباع سنت کا مجسمہ انسانیت کا نمونہ تھے مگر سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اس کائنات میں ہمارے سب سے بڑے محسن اور سب سے زیادہ محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑوسی اور غلام حاضر باش تھے، ان کی نیم شبانہ دعاؤں میں ہمارے لئے ایک بڑا سہارا تھا۔ انہیں پورے عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی، مواجہۃ الرسول علیہ السلام میں ان کی گریہ وزاری پوری امت اور پاکستانی مسلمانوں کیلئے خاص طور پر نعمت کبریٰ تھی، دنیا کا ہر خطہ ایسے بزرگوں سے خالی ہوتا جا رہا ہے جنہیں زمین کا نمک، انسانیت کا جوہر اور علم و عمل کی آبرو کہا جا سکے۔ دو دو دل بیچنے والے تو مدت ہوئی کہ بڑی تیزی سے اپنی دکان علم و حکمت بڑھا نے لگے ہیں۔ حرمین الشریفین بھی اس عالمی خسارہ کی لپیٹ میں ہیں کہ یہ تو عالم اسباب ہے معنوی برکات ایسے مقامات سے معدوم تو نہیں ہو سکتیں مگر مستور ضرور ہوتی جا رہی ہیں، افسوس کہ مدینہ طیبہ کی وہ عباسی خانقاہ اجڑ گئی جہاں پہنچ کر روحانی پیاسوں اور تھکے ماندے مسافروں کو شفقت غفوری اپنی آغوش میں ڈھانپ لیتی تھی۔ ہماری دعا ہے کہ جانے والے پر رحمتوں اور رہنے والے پسماندگان اور متوسلین پر صبر واجر کی بارش ہو اور مدینہ طیبہ کی منزل عباسی کی رونق اسی طرح قائم و دائم رہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ پاکستان کے نئے سربراہ صدر یحییٰ خان صاحب نے اپنے بیانات میں بار بار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اسلام کے اٹل اصولوں کی حفاظت کو پاکستان کا اساس قرار دیا ہے۔ اس ملک کے نظریاتی سرحدات کی از سر نو نشاندہی فرمانے کے بعد صدر یحییٰ اور ان کے رفقاء کا اصل کام اب یہ ہے کہ وہ عملاً ان سرحدات کی تعمیر و استحکام میں لگ جائیں، تعلیمات نبویہ کو بروئے کار لایا جائے۔ لادینی عناصر غیر اسلامی نظریات اور منکرات سے ملک کی تطہیر کی جائے عہد رفتہ کی بہت سی خرابیاں عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی، فلم، ٹیلی ویژن اور صحافت کے ذریعے بے حیائی اور فحاشی کے فروغ مخلوط تقریبات اور سب سے بڑھ کر دینی اور اخلاقی تربیت سے یکسر خالی نظام تعلیم کی شکل میں پورے معاشرہ کو کھوکھلا کر رہی ہیں، نئی حکومت انتظامیہ اور معاشرہ کی اصلاح کیلئے

آئے دن مارشل لاء ریگولیشن نافذ کر رہی ہے اگر چاہے تو تمام غیر شرعی قوانین ناجائز رسم و رواج اور ان صریح منکرات کو بھی یکلخت روک سکتی ہے، مگر اس کے لئے اہم ضرورت مومنانہ جرأت بلند حوصلہ اور مضبوط قوتِ عمل کی ہے۔ کاغذی سطح پر بیانات سے نظریاتی سرحدات کی حفاظت مشکل ہے۔ تبلیغ و تلقین بجائے خود کتنی بھی اہم اور قابل تعریف کیوں نہ ہو مگر صرف اسی پر اکتفاء کرنا بے بسوں کا کام ہے، قوت اور اقتدار رکھنے والے اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ جان بلب مریض کو لمبا چوڑا نسخہ بتلانے کے علاوہ علاج معالجہ اور کڑوی سے کڑوی دوا پلانے کی بھی ضرورت ہے۔ جب مرض معلوم ہے اور دوا بھی ایسی موجود ہے جو اکسیر حیات ہے تو آئیے اور مومنانہ عزم ہمت کے ساتھ یہ دوا قوم کے گلے میں اتار دیجئے۔ اگر صدر صاحب نے عملاً ایسا کیا تو پوری قوم ان کی اس مسیحائی کو یاد رکھے گی، اس ملک کو آئے دن کے عطائی حکیموں سے بچانا اور حالت نزع سے نکالنا اگر مقصود ہے تو دینی اقدار اور تعلیمات نبویہ اجاگر کرنے کیلئے عملی اقدامات کی فوری ضرورت ہے۔

یہاں ایک اہم اور نازک فریضہ علماء حق کا بھی ہے ان کا مقام اور مرتبہ اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ امر بالمعروف دینی اقدار کے فروغ اور بحالی کے لئے جدوجہد اور منکرات و قبائح پر نفرین سے کسی بھی لحظہ دریغ نہ کریں، مارشل لاء ہو یا عوامی حکومت صدارتی نظام ہو یا پارلیمانی نظام انہیں ہر حال میں کتاب و سنت کی حاکمیت اور غیر شرعی امور کی قلع قمع کے لئے برسرِ پیکار رہنا ہے۔ اگر حالات کی نزاکت اور وقت سے مصلحت سے ان کے قدم ذرا بھی ڈگمگا جائیں تو ان کی حیثیت وراثتِ نبوت کی نہیں، بلکہ بدترین خلائق ہو گی ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے علماء کرام اپنے فریضہ سے غافل نہیں ہیں لیکن حالات کی نزاکت زیادہ جوش اور ولولہ، انفرادی اور اجتماعی سطح پر زیادہ جذبہ عمل اور جانفشانی کا تقاضا کر رہی ہے، اور اصلاح احوال کیلئے سیاسی بنیادوں سے زیادہ خالص دینی و فکری بنیادوں پر کام کی ضرورت ہے۔

اس وقت دنیا کے مسلمان عید میلاد النبی منا رہے ہیں، اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبوت و رسالت کا کوئی بھی واضح یا مبہم دعویٰ تسلیم کرنے کیلئے ہم قطعاً تیار نہیں ہیں جیسا کہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے، تو اس طرح ہم خود بخود قیامت تک حضورؐ کی تعلیمات مقدسہ اور سیرت مطہرہ کی اہمیت اور ضرورت پر بھی مہر لگا لیتے ہیں حضورؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب اور دجال ہے تو اس سے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ آج کی پر ظلمت دنیا کی روشنی اور ہدایت بھی حضور اقدسؐ کے